IMPACT FACTOR
5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN
2455-4375

عشقِ نبی ﷺ کی معراج: فی شانِ حبیب۔ڈاکٹر مبین نذیر

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب

ہنوز نامِ تو گفتن، کمالِ بے ادبی است (مولانا جامی)

حمد محبوب کبریا کہنا، ممکن ہی نہیں جب تک کہ مشیتِ ایزدی معاون ومدد گار نہ ہو۔ یہ صنف بہت آسان بھی ہے اور بہت مشکل بھی۔ جو لوگ عشقِ رسول، اس کے تقاضوں، صنفِ نعت کی نزاکتوں، فن کی باریکیوں اور تخیل وفکر کی تقدیس کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں ان کے لیے صنفِ نعت جوئے شیر نکالنے کے مترادف ہے۔اس کے لیے عشقِ رسول کے ساتھ ساتھ سیرت خیر الوریٰ کے ایک ایک گوشہ سے کماحقہ واقفیت اور قرآن و حدیث کا علمِ نافع ہونانہایت ضروری ہے۔ خدا، محبوبِ خدا، اصحابِ محبوبِ خدا کے ارشادات، ان کی منشاء اور مطمح نظر سے آگاہی بھی لازم ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے دل محبت سے اور الفاظ تاثیر سے خالی ہوتے ہیں وہ صرف برائے تبرک نعت گوئی کو اپناتے ہیں۔ عرؔفی شیرازی کہتے ہیں

عرؔفی مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صرہاست

آہستہ کہ رہ بردمِ تیغ است قدم را

نعتِ رسول؛ عشقِ رسولِ، عقیدتِ رسول کے ساتھ ساتھ احتیاط اور اصول بھی چاہتی ہے لیکن بیشتر شعراء کی تخلیقات جوشِ عقیدت سے معمور مگر عشقِ رسول کے حقیقی تقاضوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ کچھ تو شاعرِ اسلام کہلاتے ہیں مگر ان کی عملی اور حقیقی زندگی شعائرِ اسلام سے خالی ہوتی ہے۔

ہمارے ممدوح جناب سراج الدّین سرؔاج مالیگانوی پر نبی آخر الزماں کی محبت اس طرح غالب تھی، وہ عشقِ نبی میں اس قدر سرشار تھے کہ باوجود قادرالکلامی کے نعت سرورِ کونین کے علاوہ کسی دوسری صنفِ ادب کو قابلِ اعتنا نہیں گردانا۔

منشی سراج الدّین سرؔاج کے والد محمد یعقوب کا تعلق اعظم گڑھ سے اترپریش سے ہے۔ جو سنِ عیسوی 1880 میں مالیگاؤں میں آباد ہوئے۔ منشی سراج الدّین کی پیدائش سن عیسوی 1873 میں ہوئی۔ اور انھوں نے امُّ المدارس مدرسہ بیت العلوم سے فراغت حاصل کی۔ وہ عربی اور فارسی کے عالم تھے۔ انھیں مراٹھی اور انگریزی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی۔ نہایت متقی پرہیز گار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند انسان تھے۔ آپ کی

Published in Collaboration with
Faculty of Humanities & Social Sciences
Seth Kesarimal Porwal College of Arts & Science & Commerce, Kamptee

دینداری اور مذہب دوستی کی وجہ سے آپ کو مینارہ مسجد کے ٹرسٹ میں شامل کرلیا گیا اور آپ آخری سانس تک مسجد کے انتظام وانصرام میں لگے رہے۔

منشی سراج الدّین سرؔاج مالیگانوی کی شاعری کی ابتداء 1930ء میں ہوئی۔ آپ نے بطورِ خاص صنفِ نعت گوئی میں طبع آزمائی کی اور مولانا یوسف عزیز کے سامنے زانوئے تلمذ شہ کیا۔ مولانا یوسف عزیز صاحب کی "بزمِ عزیزی" ایک باوقار شعری انجمن یا شعری اسکول تھی۔ جس کے فارغین "عزیزی" کا لاحقہ لگاتے ہیں۔ نامور صحافی اور نقوش پا کے مصنف عبدالمجید سرور سراج مالیگانوی کے متعلق رقم طراز ہیں؛

"منشی سراج فطری شاعر تھے۔ نقالی اور مکھی پر مکھی مارنے والی ان کی شاعری نہ تھی۔ اس میں انفرادیت تھی، تاثیر تھی، فن تھا، زبان تھی، ادب تھا، سلاست تھی، روانی تھی۔" (عبدالمجید سرور مرحوم—فی شانِ حبیبہ —ص 17)

جب ہم "فی شانِ حبیبہ" کا مطالعہ کرتے ہیں تو علم ہوتا ہے کہ اس نعتیہ مجموعے کا ہر شعر عشق کا مظہر ہے۔ اس کے حرف حرف میں، نقطے نقطے میں عشق نبی مؤجزن ہے۔ شاعر نعت برائے نعت نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ ان کے دل کی تڑپ، ان کی بے کلی، بے چینی شعر کہنے پر مجبور کر رہی ہے۔ وہ دیدارِ نبی کے لیے، وہ شہر نبی کی زیارت کے لیے بے قرار ہیں۔ اس لیے وہ خدائے بزرگ وبرتر کی بارگاہ میں دعا گو ہیں۔ کہتے ہیں،

عطا کر خالقِ کون ومکاں ہم کو وہ بینائی

کہ شہ کی دید سے ہم اپنی آنکھیں ضوفشاں کرلیں

سرکارِ دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت کو محبت بھرے اشعار کی صورت میں ملاحظہ فرمایئے

شہ بطحیٰ خدا کی شان دکھلاتے ہوئے آئے

جہاں کے ذرّے ذرّے کو وہ چمکاتے ہوئے آئے

ہر اک سو باغ عالم میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا

وہ آئے تو جہاں میں نور پھیلاتے ہوئے آئے

وہ فخر آدم وحوا، وہ فخر انبیا آئے

یہ ناممکن ہے پھر ایسا کوئی دوسرا آئے

زرِ بخشش لٹانے بادشاہ کوئی دوسرا آئے

وہ بن کر اس جہاں میں رب العلیٰ آئے

شاہ بطحیٰ کی زیارت کی تڑپ میں شاعر کس قدر مضطرب ہے۔ کتنا پریشان ہے۔ کس کیفیت سے دوچار ہے۔ دیکھیں

دیکھئے پوری ہو کب تک آرزوئے دل مری

آنکھ معری آپ کے دیدار میں ناکام ہے

اور

یابلالو یارخِ روشن دکھادو شاہِ دیںؐ

مدتوں سے اس دلِ ناداں کو بہلاتا ہوں میں

شاعر جب نبی اور رخ انوارِ نبی کی زیارت کرے گا تو اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ کیا حالت ہوگی؟ اسے کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں،

میں ان آنکھوں سے دیکھوں شکلِ احمد تو مزہ آئے

تصور میں وہی صورت مرے صبح و مسا آئے

اپنی نعت خوانی کے عوض شاعر کیا چاہتے ہیں؟ انھیں دنیاوی جاہ و جلال اور مال و متاع کی حاجت نہیں، نہ ہی حور و غلماں کے خواہاں اور نہ ہی جنت کے متنی ہیں۔ پھر کیا چاہتے ہیں؟ سنئیے خود شاعر سے

نعتِ احمدؐ کے عوض، یاخالقِ کون و مکاں

شاہ کا دیدار ہو، کافی یہی انعام ہے

اور

فردوس کی حوروں کی تمنّا نہیں زاہد!

دل شیفتہ گیسوئے خمدارِ نبی ہے

3

ایک اور شعر دیکھئے کہ عشقِ نبیؐ اور ندرتِ مضمون کس قدر حسین انداز سے رقم ہوا ہے۔ کہتے ہیں،

زاہد! یہ فقط نام کا ایک فرق ہے ورنہ

فردوسِ بریں سایہ دیوارِ نبی ہے

ایک طرف جہاں فردوسِ بریں کو سایہ دیوارِ نبی کہتے ہیں۔ اسی طرح سرکارِ دوعالمؐ سے نسبت کی بناء پر زمین کی رفعتوں پر آسمان کو بھی رشک آتا ہے۔ کہتے ہیں،

شرف تم نے بخشا ہے فرشِ زمیں کو

اسے فوقیت آج بھی عرش پر ہے

بات عرش کی چلی ہے تو سرکار کی آمد کا منتظر تو عرش بھی تھا۔ سفر معراج پر یوں تو بہت سارے شعراء نے اشعار کہے ہیں لیکن سراج الدّین صاحب کا انداز سب سے منفرد اور ممتاز ہے۔ چند اشعار دیکھیں،

کہا حق نے شبِ اسریٰ مرا محبوب آتا ہے

مہ و انجم سے زینت اپنی تو، اے آسماں کر لے

وہ ختم المرسلیں، جو دم میں سیر لامکاں کر لے

زمیں کے سامنے سر خم پھر کیوں نہ آسماں کر لے

اسی سفر معراج کو ایک اور زاویے سے دیکھتے ہیں کہ،

پابوسی حبیبِ خدا کی تھی آرزو

اے عرش! لے نصیب ترا اوج پر ہوا

اور اس شعر پر داد نہ دینا بخیلی ہوگی۔ کہتے ہیں،

معراج میں ہوئے ہیں مطلوب و طالب اک جا

4

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)
ISSN
2455-4375

قدرت کے ظاہر آج اسرار ہو رہے ہیں

شہر نبی یعنی شہر مدینہ کو بھی نعت نبی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ہر سچا عاشق رسول شہر نبی کے ذرے ذرے سے محبت کرتا ہے۔ اپنا جان و دل اس پر نچھاور کرتا ہے۔ تو سراج الدّین کیوں کر پیچھے رہتے۔ شہر مدینہ کی دلکشی اور رنگینی کو کچھ اس طرح دیکھتے ہیں

گلستانِ مدینہ، گلشنِ جنت سے کیا کم ہے

یہاں بھی ذرے ذرے میں چمک ہے چاند تاروں کی

تصور میں مِرے پھر سبز گنبد خضرا کا ابھرا نقشہ

مِری آنکھوں میں کھنچ آئی ہے رنگینی بہاروں کی

اور

سمجھ میں نہیں آتا کہ دوں تشبیہ کس شئے سے

سراپا باغِ جنت ہے مدینہ کی گلی کیا ہے

تلمیح کے عمدہ نمونے بھی عشق و محبت کے نور میں ڈھلے ہوئے "فی شانِ حبیبہ" میں جلوہ گر ہیں۔

شہادت سنگریزے دیتے ہیں شہ کی رسالت پر

اور ان کے اک شارے پر شجر بھی سر جھکاتا ہے

وہاں کلیم پریشان تھے خدا کے لیے

یہاں خدا طلب گار ہے مصطفٰے کے لیے

شعراء نے رخِ انور کو ماہِ تاباں اور ماہِ کامل سے تشبیہ دی ہے لیکن منشی سراج الدّین سراجؔ یہاں محبوبِ خدا کی مدح میں ان سے بھی آگے بڑھ کر فرماتے ہیں،

خطا ہو گی جو حُسنِ یوسفِ کنعاں سے دوں تشبیہ

Published in Collaboration with
Faculty of Humanities & Social Sciences
Seth Kesarimal Porwal College of Arts & Science & Commerce, Kamptee

کہ بہتر ہے تمھارا روئے انور ماہِ کامل سے

حُسنِ یوسفِ کنعاں سے اور ماہِ کامل سے بھی بڑھ کر میرے نبی گا چہرہ انور ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی چیز ہی نہیں اس عالم فانی میں، جس سے میرے نبی کے رُخِ تابان کو تشبیہ دی جاسکے۔ کہتے ہیں،

خطا ہو گی شبیہ مصطفیٰ کو

اگر تشبیہ دوں شمس و قمر سے

جب شاعر حبیبِ کبریا کی شان میں رطب اللّسان ہوتا ہے تو کاغذ و قلم اور چرند و پرند کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ ملاحظہ ہو،

سر بسجدہ ہو گیا حمدِ الٰہی میں قلم

اور لب پر بادشاہِ دہ جہاں کا نام ہے

اسی طرح کہتے ہیں

بلبلیں بھی ہم نوائی کرتی ہیں گلزار میں

نعتِ شاہِ دوسرا کی جس گھڑی گاتا ہوں میں

اسی نوع کے اور متنوع و منفرد موضوعات پر ممتاز خیالات لیے ہوئے اشعار کا بحرِ بے کراں ہے جسے "فی شانِ حبیبہ" میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ جس کا مطالعہ ایک سچے عاشقِ رسول کے دل کو سوز و گداز سے اور عشق و محبت رسول سے معمور کر دیتا ہے۔ الفتِ رسول کی چنگاری کو شعلہ بنانے کا کام یہ اشعار کرتے ہیں۔ یقیناً نعت نگاری میں منشی سراج الدّین سرؔاج مالیگانوی اور ان کے نعتیہ مجموعے "فی شانِ حبیبہ" کا نام تا دیر لیا جاتا رہے گا۔ اور یہی منشی سراج الدّین کے لیے دنیا و آخرت میں سرمایہ افتخار ہو گا کیوں کہ انھوں نے خود کہا ہے کہ

لطف تو جب ہے کہیں سب مجھ کو مداحِ نبیؐ

اس طرح حاصل مجھے اعزاز ہونا چاہیے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

6